السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید نے اپنے ایک عزیز سے کچھ زمین گروی رکھ کر ایک ہزار روپیہ لیا۔ کچھ دنوں بعد زید نے بکر سے پرونوٹ لکھا لیا۔ اس وقت زمین قیمت آٹھ سو روپے تھی۔ مگر زید کو معلوم تھا کہ بکر نے ایک ہزار روپے دیا ہے۔ اس لئے پرونوٹ ایک ہزار کا لکھایا دس سال گزر جانے کے بعد زمین 1800 روپے میں بکر نے بیچ ڈالی۔ اور اپنے قرضے میں دے دی زید چاہتا ہے کہ ایک ہزار روپیہ زائد جو ملا ہے۔ وہ زید کو دیا جائے۔ بکر کہتا ہے کہ جب پرونوٹ لکھ دیا۔ تو اب زید ایک ہزار سے زیادہ کا حق دار نہیں شرعا کیا حکم ہے۔ ؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کرنے جتنا قرض دیا ہے۔ اتنا ہی ادا کرنا واجب ہے۔ باقی جبر معلوم ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ علی الید ما اخذت (اہل حدیث جلد نمبر 44 صفحہ 16۔17)

## شرفیہ۔

سائل کا سوال واضع نہیں ہے۔ پھر جواب اختصار مخل ہے۔ سوال میں عزیز سے مراد بکر معلوم ہوتا ہے۔ اور بکر نے پرونوٹ لکھوایا اس سے مراد بکر کو لکھ کر دے دیا معلوم ہوتا ہے۔ اور اپنے قرضے میں دیدی سے مراد اپنے قرضہ میں مُجرا کرلی معلوم ہوتا ہے۔ حاصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ زید مقروض ہے۔ بکر مقرض اور پرونوٹ سے مراد اگر یہ ہے کہ زمین ایک ہزار میں زید نے بکر کے ہاتھ فروخت کردی تو جواب صحیح نہیں بنتا مگر یہ مراد بھی صحیح نہیں۔ بظاہر صورت اولی ہے۔ اور مجیب مرحوم نے جو لکھا ہے۔ کہ باقی جبر معلوم ہوتا ہے۔ مرحوم کی مراد یہ ہے کہ زمین جتنے میں بکی وہ زید کی ملکیت بکی لہذا ایک ہزار روپیہ بکر انے قرضے میں محسوب کرے اور باقی روپیہ زید کا ہے۔ وہ بکر کو لینا حرام ہے۔ بلکہ دس سال تک وہ زمین اگر بکر مقروض کے قرضے میں رہی۔ اور اس نے اس سے غلہ حاصل کیا گو اپنا خرچ بھی کیا تو وہ بھی بکر حساب کرنا ہوگا۔ جتنا خرچ کیا ہے وہ اور اپنی محنت ولگان وغیرہ پورا حساب کرکے ے لے اب جتنا بچے وہ بھی زید کا ہے۔ اور اغلب یہ ہے کہ اس صورت میں زید کو کچھ بھی دینا نہ پڑے گا۔ اس حساب کی رو سے وہ سب روپیہ زید کا ہی ہوگا۔ اس لئے کہ مقرض کو گروی شے سے نفع لینا جائز نہیں سود ہے۔ فتاوی نزیریہ ملاحظہ ہو۔

مفتی مرحوم نے جس حدیث کا زکر کیا ہے وہ یہ ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الید ما اخذت 1 حتی تودي (ترمذی۔ ابو دائود۔ وابن ماجہ میں مشکواۃ جلد 1 صفحہ 255) (ابو سعید شرف الدین دہلوی) (فتاوی ثنائیہ۔ جلد 2 صفحہ 147۔149)

[فتاویٰ علمائے حدیث]

**جلد 14 ص 124**

*محدث فتویٰ*